اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا

مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دوبار

چندہ سالانہ دو روپیہ [illegible]

نمبر ۱۲ جلد ۱۰

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

یکم جون سنہ ۱۹۳۶ء ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۵ھ

فہرست مضامین

بچوں کی تربیت میں ماں کی ذمہ داری (نظم)	صفحہ ۲ / ۳ / ۶	ایس احمد خان ڈیرہ دون
درس القرآن	۶ / ۷	مرتبہ لجنہ اماء اللہ قادیان
صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۸ / ۱۰	اہلیہ خواجہ جلال الدین صاحب شمس
ایمان افروز نشانات . . .	۱۱ / ۱۴	جناب آزاد انبالوی
ثلج کے آنے کے دن	۱۴ / ۱۸	
واقعات و حوادث، عجائبات	۱۸ / ۲۱	
وصایا، اشتہار - پھول	۲۲ / ۲۴	

ڈرو خدا کے عذاب سے

کوئٹہ میں ۳۱ مئی جو نمونہ قیامت زلزلہ آیا تھا۔ اُسکی یاد ان اشعار سے تازہ ہوگی عبرت۔

ترے خشم و قہر نے اے خدا جو ذرا زمیں کو ہلا دیا
تو پلک جھپکنے کی دیر میں کئی بستیوں کو مٹا دیا

جو فرشتہ موت کا ڈٹ گیا تو جگر پہاڑ کا پھٹ گیا
وہ زمیں کا تختہ اُلٹ گیا جسے تو نے حکمِ فنا دیا

نہ رہا غریب کا جھونپڑا نہ محل امیر کا بچ سکا
جو کل اک رئیس کا قصر تھا اُسے آج قبر بنا دیا

وہ عمارتیں وہ محل سرا وہ مکان پختہ و خوشنما
لگی جنکے بننے میں سالہا انہیں ایک پل میں گرا دیا

وہ دیارِ دلکش و دلکشا جسے خلق کہتی تھی کوئٹہ
اُسے زلزلے نے مٹا دیا اُسے زلزلے نے مٹا دیا

تھی نگار خانہ یہ سرزمیں کہ ہزارہا تھے یہاں حسیں
مگر آج کچھ بھی خبر نہیں انہیں کس کھنڈر نے چھپا دیا

کئی گلبدن کئی سیمتن ہوئے دفن خاک میں بےکفن
جو بدن پہ انکے تھی پیرہن بس انہی کیساتھ دبا دیا

جو مزے سے رات کو سوئے تھے کہ اُٹھینگے صبح کو دن چڑھے
انہیں یوں جھلایا زمیں نے کہ ابد کی نیند سُلا دیا

کئی کنبے اور کئی خاندان جو تھے شب کو خرم و شادماں
سحر انکا کچھ نہ ملا نشاں نہ کسی نے انکا پتا دیا

کہیں سر گرے کہیں دھڑ گرے کئی لوگ زندہ ہی گڑ گئے
کئی بھائی بند بچھڑ گئے جو قضا نے تیر چلا دیا

جہاں پہلے ناز و نعیم ہوں وہاں آج بچے یتیم ہوں
اُمرا بحال سقیم ہوں یہ عجب کرشمہ دکھا دیا

جو فنا کے گھاٹ اُتر گئے وہ تو دکھ کی حد سے گذر گئے
مگر آہ وہ جو نہ مر گئے انہیں سوزِ غم نے جلا دیا

اُسے رنج ہجرِ حبیب کا اُسے غمِ عزیز و قریب کا
ہے ہر اک کو رونا نصیب کا کہ یہ دن مہیب دکھا دیا

لٹے چند خستہ و نیم جاں وہ مٹے ہوؤں کی نشانیاں
جو سنائی درد کی داستاں تو ہر اہلِ دل کو رُلا دیا

ہے یہی تو قہرِ خدا کی حد کہ کوئی بھی کر نہ سکے مدد
جو قیامت آئیگی اے اسد یہ نمونہ اس کا دکھا دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ یکم جون ۱۹۳۶ء

فرانسیسی بچوں کی تعلیم و تربیت میں ماں کی ذمہ واری

فرانس میں جب کسی کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو والدین کے دلوں میں نہ صرف ایک غیر معمولی خوشی کی لہر اُٹھتی ہے۔ بلکہ ایک ذمہ واری کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔ جو امریکہ یا انگلستان جیسے ملکوں میں مفقود ہے۔

اس میں کلام نہیں کہ کسی گھر میں بچہ کی پیدائیش بلامبالغہ اس قسم کی برکت قرار دیجا سکتی ہے۔ جس سے بڑھ کر کسی برکت کی خواہش کسی فرانسیسی کو نہیں ہو سکتی۔ تاہم یہ بات بھی قابلِ غور ہے۔ کہ وہ لوگ اس برکت کی تکرار یا افراط بھی پسند نہیں کرتے۔ فرانس کے باشندے چاہتے ہیں۔ کہ اُن کی اولاد حدود ی طور پر ان کی آمدنی کے دائرہ میں محدود رہے۔ کسی گھر میں بچے ہونیکی خوشی اس حالت میں بدرجہا بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ ان کی تعداد والدین کے حسب منشاء ہو۔

چھوٹے کنبہ میں ہر شخص ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ نوّے فی صدی حالتوں میں فرانسیسی بچہ ایک مرکز کی حیثیت رکھتا ہے جسپر سارے کنبے کی زندگی گردش کرتی ہے۔

جب بچہ کھڑا ہونا یا بلند کرسی پر سیدھا بیٹھنا سیکھتا ہے۔ اسی وقت سے نہ صرف گھر بھر کی خوشی کی توجہ اسپر مرکوز ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کی تربیت بھی ساتھ ہی ساتھ شروع رہتی ہے۔ فرانسیسی قوم حد درجہ کی شُستہ اور با اخلاق قرار دی جاتی ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہاں کے لوگوں میں یہ سب خوبیاں اتفاقیہ طور پر پیدا ہو جاتی ہیں یا وراثتہً ہی ان کو ملی ہیں۔ جسطرح ایکٹروں کی ناٹک کے کسی مشکل حصّہ کے لئے بڑی محنت سے سدھایا اور تیار کیا جاتا ہے۔ ویسے ہی فرانسیسی بچّہ کو با اخلاق ہونا، ادب کے ساتھ کمرہ میں ہونا۔ مناسب طور پر سلام کرنا، اور بڑوں کی موجودگی میں خاموش رہنا، سکھایا جاتا ہے۔ نہ صرف بچہ کی آواز، لب و لہجہ، اشارہ اور چال کی درستی پر اس قدر توجہ دیجاتی

ہے۔ گویا یہ باتیں اس کی تعلیم کی تکمیل کیلئے ویسی ہی ضروری ہوں۔ جیسے حساب یا ہجے کرنا۔ بلکہ قطع نظر اس بات کے کہ وُہ امیر کے گھر پیدا ہو، یا غریب کے، اُسے اطاعت بھی سکھائی جاتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ دوسرے ملکوں کی طرح فرانس میں بھی چالاک اور شریر بچے پائے جاتے ہیں۔ مگر ان کو مستثنیٰ سمجھنا چاہیئے۔ عام طور پر فرانسیسی بچہ اگر ذرا بھی حکم کی خلاف ورزی کرے تو اُسے سخت سزا دی جاتی ہے، اور اُسے باپ کے احکام کی تکمیل بھی ویسے ہی کامل طور پر کرنی پڑتی ہے جیسے ماں کی ؛

ماں کا بچہ پر اثر

ہر ایک شخص اس بات کو تسلیم کرنیکے لئے آمادہ ہوگا۔ کہ گفتگو کے معاملہ میں فرانسیسی اکثر اقوام پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اب آپ اندازہ کریں۔ کہ جب ہر وقت بچہ کے کان میں میٹھے اور نرم الفاظ پڑتے رہیں گے۔ تو اُن کے دل پر ان کا کیا اثر پڑے گا۔ موجودہ فرانسیسی مصنفوں میں سے ایک نے جو سب سے مشہور ہے۔ اپنی خانگی تربیت کا ذکر ذیل کے تعریفی الفاظ میں کیا ہے :-

"اب جبکہ میں غور کرتا ہوں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ زندگی 'آرٹ' اور فطرت کے حسن کے متعلق سب سے پہلے میرے اندر جو خیالات و جذبات پیدا ہوئے وہ کتابوں یا اسکول سے حاصل نہ ہوئے تھے۔ بلکہ اس گفتگو سے جو سیر کرتے وقت میں اپنے باپ اور ماں کی زبانی سُنا کرتا تھا۔ یا ان مباحث کے ذریعہ سے جو کسی کتاب یا تصویر کے متعلق میرے اور میرے عزیز بھائیوں یا دوستوں کے درمیان چھڑ جایا کرتے تھے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ انہی باتوں نے مجھے ایک کامیاب اہل قلم بنا دیا ہے"۔

ایک اور مصنف مسٹر ہٹن بھی اپنی تحریر میں شُستگی پیدا کرنے کے شوق کو اس بات سے منسوب کرتا ہے۔ کہ "میری والدہ بچپن میں میرے پاس بیٹھ کر مجھے اچھی اچھی کتابیں پڑھ کر سنایا کرتی تھی۔ اسی مطلب کے لئے وہ اس قسم کی کلاسیکل کتابیں انتخاب کرتی تھی جن سے بچوں کو تعلیم اور دلچسپی دونوں باتیں حاصل ہوں"۔

اس میں شک نہیں کہ بچہ کی اعلیٰ تعلیم کا بار تمام تر باپ پر ہوتا ہے۔ تاہم واقعہ میں اس کی تربیت کی ابتدا ماں کی گود ہی میں ہو جاتی ہے۔ اوسط درجہ کی فرانسیسی ماں اس قبیل کی نہیں ہوتی جیسی کہ اوسط درجہ کی فرانسیسی عورت خیال کی جاتی ہے۔ وہ اپنے بچہ کی خاطر وقت، خواہشات، غرور اور ذاتی خوشی۔ غرضیکہ ہر بات کو قربان کرنے کے لئے تیار رہتی ہے۔ اگر کسی شخص کو کوئی نادر پھل تلاش کرنا ہو۔ تو وہ کنکریلی زمین میں نہیں جاتا۔ ایسے ہی اگر آپ فرانسیسی ماں کا بہترین نمونہ دیکھنا چاہیں۔ تو وہ آپ کو پیرس میں نظر نہ آئیگا۔

جہاں کی عورتیں عیش وعشرت کے سامان میں منہمک، نئے نئے لباسوں کو حاصل کرنیکی خواہشمند اور نمود ونمائش کی مشتاق نظر آتی ہیں۔ جس کی بنا پر ناول نویسوں کو اپنے پلاٹ قائم کرنے کا موقعہ مل سکے۔ جو عارضی شہرت حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کے اخلاق کا خون کرنے کیلئے آمادہ ہوں۔ اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ صرف دولتمند، خوشحال، اور کاہل لوگوں ہی میں یہ بات دیکھنے میں نہیں آتی۔ کہ عورتیں بچوں کی نگرانی پر اس قدر وقت اور محنت صرف کرتی ہوں۔ فرانس میں سب سے زیادہ مصروف اور انتظامی مادہ رکھنے والی عورتیں شائد وہ شمار کی جاسکتی ہیں جو دوکانداری کرتی ہیں۔ محض یہ بات کہ ایک عورت خود اپنی یا اپنے شوہر کی دوکان چلاتی ہے۔ اپنی تہ میں اسکے ایسا کرنیکی ایک خاص وجہ رکھتی ہے۔ یہ وجہ عام طور پر ان کے بچہ یا بچوں کی پرورش ہوتی ہے۔ آپ ایک عورت کو دیکھتے ہیں جو دن بھر محنت کرنے کے بعد لمبی رات گئے تک کام کرنے میں مصروف رہتی ہے۔ اس لئے کہ اسے اپنے بچوں کی پرورش کا خرچ نکالنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ ایک ہی عورت بارہ مختلف کام اس آسانی اور سہولت سے کرتی ہے۔ جو محض فرانسیسی قوم کا خاصہ ہے؛

وہ گاہکوں سے مغز ماری کرتی ہے۔ خزانچی کا کام خود کرتی ہے۔ ہمسائے سے باتیں کرنے کے لئے بھی وقت نکالتی ہے۔ گلی میں بچہ کھیل رہا ہے۔ اسپر بھی نظر رکھتی ہے۔ یا اگر اس کی دوکان کسی گاؤں یا صوبہ میں ہو تو مکان کے پس پشت بچہ کو پھولوں کی کیاریوں میں کھلانے کے لئے وقت نکالتی ہے؛

تعلیم

اگر بچہ اسکول جانے کے لائق عمر کا ہو تو اُسے نہلا دُھلا کر اور کھلا پلا کر شاد وخرّم مدرسہ بھیجا جاتا ہے۔ رات کے وقت اگلے روز کے سبق پر وہ بچہ اس قدر محنت نہیں کرتا جتنا اُس کی جفاکش ماں کرتی ہے۔ کیونکہ وہ اسے اس سبق کی تیاری میں ہر طرح مدد دیتی ہے۔ اور اس کو اس قابل بنا دیتی ہے۔ کہ وہ اسکول میں اپنا سبق اچھی طرح سُنا سکے؛

یہاں پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی بچوں کی تعلیم کی متعدد خصوصیتوں کا ذکر کر دیا جاوے۔ سب سے اوّل درجہ پر خانگی حلقہ کا اثر ہے جو ابتدا ہی سے بچہ پر پڑنے لگتا ہے۔ دُوسرے درجہ پر وہ تربیت ہے جو اسے دوسروں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں دیجاتی ہے۔ یہ امر قابلِ لحاظ ہے۔ کہ فرانسیسی میں بہادرانہ اور اخلاقی صفات کو ترقی دینے کی کوشش سے پہلے بچے کے قوائے ذہنی کو ترقی دینے کی طرف توجہ دیجاتی ہے۔ ان سب باتوں کے بعد اسکول میں اور گھر پر بچہ کو تعلیم دیتے وقت اس پر یہ امر بخوبی روشن کرنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ کہ اُسے

عقلی اور تربیائیش علم کے حصول سے دوہرا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ طبقوں کی نظروں میں جو اسکول پسندیدہ ہیں۔ ان میں اس بات کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ جو تربیت بچہ کو گھر پر حاصل ہوتی ہے اسکول میں اسی پر یک گونہ اضافہ کیا جاوے۔ لیکن ذہنی قابلیتوں کو ترقی دینے کے بارے میں چھوٹی عمر کے بچوں کی طرف بھی یکساں توجہ دی جاتی ہے۔ بہت سے اسکولوں میں سات آٹھ سال کے بچوں کو جس طریق پر تعلیم دی جاتی ہے وہ ایسا ہے کہ دوسرے ممالک کے دس بارہ سالہ بچوں کے لائق سمجھا جاسکے۔

ایک ہوشیار اُستانی نے ایک موقعہ پر لکھا تھا۔ "میں مانتی ہوں کہ ہم اپنے بچوں میں بیحد تحریک پیدا کرتے ہیں۔ اور انہیں مناسب سے زیادہ کام کرنے کو دیتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے۔ کہ اُن کے اندر علم ٹھونسنے کا سلسلہ بہت جلد شروع ہو جاتا ہے لیکن اگر میں اس طریق پر عمل نہ کروں تو طلبہ میرے ہاتھ سے جاتے رہیں۔ ان کے والدین چاہتے ہیں کہ وہ ہر بات میں طاق ہوں۔ آموختہ اچھی طرح پڑھ اور سنا سکیں۔ عمدہ خط لکھنے کے قابل ہوں۔ یہانتک کہ انکا طرز عمل بھی اعلیٰ ہو۔ جبتک ہم بچوں کو ان باتوں پر مجبور نہ کریں یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ یہ سب کچھ کر سکیں"۔

اس معمولی مثال ہی سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہو کہ فرانس میں کیوں ایسے زبردست فاضل اور مصنف پیدا ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس ملک میں چھوٹی عمر میں ہی بچوں کو کسی بات کے صاف اور صحیح طور پر سمجھ لینے کی قدر ذہن نشین کرا دیجاتی ہے۔ اور ان کے حافظہ سے بہت زیادہ مشق کرائی جاتی ہے۔

(ایس احمد خان احمدی از ڈیرہ دون (یو۔پی))

درس القرآن

فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

*

(سورہ مزمّل رکوع ۲)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں۔ جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ ۚ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْکُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ اِنَّ یقیناً

تیرا رب جانتا ہے۔ کہ تُو کھڑا ہوتا ہے دو تہائی رات اور کبھی نصف اور کبھی تیسرا حصّہ، یہ کم اور زیادہ کھڑا ہونا سستی کیوجہ سے نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ نے ہی یہ اندازہ مقرر کیا ہے۔ گرمیوں میں ساڑھے نَو گھنٹے کی رات پونے آٹھ بجے سورج غروب ہوا۔ تو ۹ سے عشاء کا وقت شروع ہونے دس بجے نماز، اور ۱۰/۱ بجے فارغ ہو کر گھر پہنچا گرمیوں میں دو تہائی ہو جاتا ہے یا نصف سے زیادہ۔ سردیوں میں جب ۱۴ گھنٹے کی رات ہوتی ہے، جاگنے کا وقت چھ یا ساڑھے چھ گھنٹے ہوتا ہے۔ تو یہ نصف سے کچھ کم ہوا۔ جب بارہ بارہ گھنٹے کا

دن اور رات ہوں۔ تو یہ نصف ہوگیا ۔

عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْہُ۔ اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا ہو کہ تم اسکی طاقت نہیں رکھتے۔ ہ کی ضمیر خدا کی طرف جاتی ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی صفات پہچاننا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ جب اِنسان کی طاقت سے باہر ہُوا۔ تو خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا کہ وُہ خود اپنی طرف سے اپنی پہچان کا سامان بہم پہنچائے۔ جیسے لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ۔

فَتَابَ عَلَیْکُمْ۔ اُس نے تم پر خود رحم کیا۔ اور اس نے تمہارے لئے سامان پیدا کیا۔ وُہ سامان کیا ہے؟ وہ سامان تہجد ہے۔ اِنسانی پیدائش کا مقصد۔ انسان کے پیدا ہونے کی غرض ہی یہی ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کو پہچانے۔ لیکن عورتیں بہت ہی سُست ہیں۔ تعجب یہ ہے۔ کہ عورتوں میں اللہ تعالیٰ نے محبت رکھی ہے۔ مگر ان میں عارف کم ہوتی ہیں۔ یعنی الٰہی محبت بہت کم ہوتی ہے۔ اور وہ اس کا استعمال نہیں کرتیں۔ عورتیں گھر اور بچوں سے تو زیادہ محبت کرتی ہیں۔ لیکن خدا کی محبت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتیں۔ حالانکہ وہ ہی محبت کے لائق ہے جس نے کہ ہمیں پیدا کیا۔ عورتیں کوشش کریں بھی تو درمیان میں بہجاتی ہیں۔ اور استقلال سے کام نہیں لیتیں۔ دُنیا کی کشش انہیں کھینچ لیتی ہیں ۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ بس تمہیں جتنی بھی توفیق مل سکے اور جتنا میسر ہو سکے قرآن شریف پڑھا کرو ۔

عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی وَ اٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَ اٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا ۔ وہ جانتا ہے۔ کہ بعض تم میں سے بیمار ہیں اور بعض سفر پر اپنے کاروبار و تجارت کے لئے۔ بعض تم میں سے جہاد پر اور بعض لڑائی پر۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ دن کو پڑھیں۔ نماز باجماعت پڑھیں۔ زکوٰۃ دیں اور اللہ تعالیٰ کی خاطر کچھ طاقت بھی صرف کریں۔ اصل نیکی یہی ہے کہ ہر چیز میں سے خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کے کام ضرور کریں ۔

وَ اَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا ۔ اللہ تعالیٰ کو کاٹ کر دینا۔ کاٹنا۔ اچھا حصّہ کاٹ کر دینا۔ ہاتھ سے آنکھوں سے عقل سے روپیہ پیسے کپڑا۔ کھانا۔ اوقات۔ علم سب نعمتوں سے حصّہ کاٹ کر دینا چاہیئے ۔

وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰہِ هُوَ خَیْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ جو کچھ آگے بھیجو گے تم بھلائی سے اسکو اللہ تعالیٰ کے پاس پاؤ گے۔ اصل میں تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرًا ہے۔ تم اسکو اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر پاؤ گے۔ تَجِدُوْهُ خَیْرًا میں ہ پہلا مفعول اور خَیْرًا مفعول ثانی۔ ھُوَ ضمیر منفصل کہلاتی ہے۔ اس کا

۴ معنے پر کوئی اثر نہیں - یا یوں تجدوہ میں جو ضمیر ہے اسکی خصوصاً تاکید کیگئی ہے - وَ اَعْظَمَ اَجْرًا - اور اجر کے لحاظ وہ نہایت اعلیٰ۔ اے لوگو تم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ۔

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں ہیں۔ اس وقت میں صرف دو تین دلائل آپؑ کی صداقت پر بیان کرتی ہوں ؀

پہلی دلیل

دُنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں۔ جس کی اولاد ہو۔ اور وُہ اپنی اولاد کی بہتری کا خواہاں نہ ہو۔ ایک چور اگر چوری کرتا ہے۔ تو وُہ علیحدگی کی گھڑیوں میں کبھی یہ پسند نہیں کریگا۔ کہ اُس کی اولاد بھی چور بنے۔ ایک دھوکہ دینے والا دغاباز انسان کبھی اپنے خدا سے یہ نہیں چاہیگا۔ کہ اُسکے بچے بھی اُس کیطرح دھوکہ دینے والے اور فریبی اور مکّار بنیں۔ بلکہ وہ اپنی اولاد کے لئے یہی چاہیگا۔ کہ وہ سچے اور راستباز بنیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے اس دعویٰ کی صداقت کہ وہ واقعی خدا تعالیٰ کو ایک مانتے تھے۔ اور اُسکے حکموں کی پیروی کرتے تھے۔ یہ بیان فرماتا ہے۔ وَوَصّٰی بِھَآ اِبْرٰھِیْمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور یعقوب علیہ السّلام نے بھی اپنی اولاد کو یہی وصیّت کی۔ کہ اے میرے بیٹو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند کیا ہے۔ اس لئے تم جب مرو تو مسلمان ہونیکی حالت میں مرو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ دلیل دی۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا اپنی اولاد کو مرنے کے وقت اس امر کی تاکید کرنا۔ کہ وہ خدا کو ایک مانیں۔ اور اُسکے فرمانبردار بنیں بتاتا ہے۔ کہ وہ دل سے خدا تعالیٰ کی توحید کے قائل تھے۔ اگر وہ دل سے خدا تعالیٰ کی توحید کے قائل نہ ہوتے۔ تو وہ کبھی بھی اپنی اولاد کو اِس اَمر کی وصیت نہ کرتے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اولاد کے لئے خدا تعالیٰ سے دُعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(۱) میرے مولا میری یہ اِک دُعا ہے
تیری درگاہ میں عجز و بکا ہے

(۲) وُہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے

(۳) میری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

(۴) تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وُہ سب دے انکو جو مجھکو دیا ہے

(۵) عجب مُحسن ہے تو بحرُ الأیَادِي
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام واقعی خدا کی طرف سے نہیں تھے۔ بلکہ نعوذ باللہ جھوٹے تھے۔ اور خدا تعالےٰ پر جھوٹ باندھتے تھے۔ اور لوگوں کو فریب دینے والے تھے۔ اور

دل میں جانتے تھے۔ کہ میں جو کچھ الہامات خدا کی طرف سے منسوب کر رہا ہوں وہ محض جھوٹ ہے۔ تو وہ اپنی اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ سے کیوں یہ مانگتے۔ اور کیوں زار زار روتے ہوئے۔ نہایت عاجزی اور بیکسی کا اظہار کرتے ہوئے یہ طلب کرتے۔ ع "وہ سب دے انکو جو مجھ کو دیا ہے"

آپ کا اپنی اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ سے یہ طلب کرنا۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں ویسا ہی علم و عرفان عطاء فرمائے۔ جیسا کہ آپکو دیا گیا۔ اور ویسے ہی الہامات سے مشرف کرے جیسا کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مشرف کیا۔ اور اسی طرح دوسری تمام روحانی و جسمانی نعمتیں انہیں عطا کرے۔ جو آپکو دی گئیں۔ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ آپ واقعی صادق تھے۔ اور آپ مفتری و دغاباز اور جھوٹے انسان نہ تھے۔ کیونکہ اگر آپ جھوٹے ہوتے تو اس دعا کے یہ معنے ہونگے۔ کہ آپنے اپنی اولاد کے متعلق یہ دعا کی کہ اے خدا تو انہیں جھوٹا اور مفتری بنا۔ اور ایسی دعا کوئی عقلمند انسان اپنی اولاد کے لئے نہیں کیا کرتا۔ پس آپ کا مذکورہ بالا دعا اپنی اولاد کے لئے کرنا دلیل ہے۔ اس امر کی کہ آپ مفتری نہ تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ اور صادق اور راستباز تھے۔ اور اس دلیل کی سچائی ہر ایک وہ شخص جانتا ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا ہے۔ اور ماں باپ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایک یہ فطری جذبہ رکھا ہے۔ کہ وہ اپنی اولاد کے لئے یہی چاہتا ہے کہ ان کی اولاد نیک ہو اور برائیوں سے بچے۔

دوسری دلیل

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ قل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا (سورہ جمعہ) یعنی ان لوگوں سے جو یہودی ہوئے کہدے کہ اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ تم خدا کے پیارے اور مقرب ہو۔ تو تم موت کی آرزو کرو۔ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو۔ لیکن وہ ہرگز اس موت کی خواہش نہیں کریں گے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ وہ اس دعوے میں سچے نہیں ہیں۔ اور ان کے اعمال بھی اچھے نہیں ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کی صداقت معلوم کرنے کے لئے جو خدا کے ولی اور مقرب ہونیکا دعویٰ کریں یہ نشان بتایا ہے۔ کہ وہ اپنے لئے بددعا کے طور پر خدا سے موت طلب نہیں کیا کرتے۔ قرآن مجید کے اس اصل کے ماتحت اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوتے تو آپ کبھی اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے بددعا کے طور پر موت طلب نہ کرتے۔ لیکن آپ نے نہ ایک دفعہ بلکہ کئی مرتبہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے جھوٹا ہونے کی صورت میں موت

طلب کی۔ چنانچہ آپؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

اَے قدیر و خالقِ ارض و سما
اَے رحیم و مہربان و رہنما
اَے کہ میداری تُو بر دِلہا نظر
ایکہ از تو نیست چیزے مُستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دیدا ستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کُن منِ بدکار را
شاد کُن ایں زُمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوارِ من
دُشمنم باش و تبہ کُن کارِ من

(حقیقۃ المہدی)

یعنی اے خدا جو زمین و آسمان کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اَے رحیم اور مہربان اور راستہ دکھانے والے خُدا اور اے وہ خدا جس کی دلوں پر نظر ہے۔ اور تُو وہ خدا ہے جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر تُو مجھے دیکھتا ہے۔ کہ فسق اور شر سے پُر ہوں۔ اور بدکار ہوں۔ اور میری حالت اچھی نہیں ہے۔ تو تُو مجھ بدکار کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۔ اور مخالفوں کی جماعت کو میری ہلاکت و تباہی سے خوش کردے۔ اور پھر یہی نہیں کہ مجھے ہلاک و تباہ کردے۔ بلکہ میرے گھر اور میرے گھر کی دیواروں پر آگ برسا اور میرا دشمن ہوجا۔ اور میرے تمام کاروبار کو تباہ کردے۔ لیکن اگر اے میرے پیارے خدا تو جانتا ہے۔ کہ مَیں جھوٹا نہیں بلکہ تیری محبت سے میرا دل بھرا ہوا ہے۔ اور مَیں تیرا ہی بندہ اور تیرا ہی غلام ہوں۔ تو تُو اپنی رحمت و فضل کا نشان ظاہر کر۔ یہ دُعا آپ نے ۱۸۹۹ء میں کی۔ جسپر آج چھتیس سال کے قریب گزر گئے۔ لیکن کیا اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ہلاک تباہ کردیا یا آپؑ کی تائید و نصرت کی اور آپؑ کے کام کو تباہ کرنے کی بجائے دُنیا میں پھیلا دیا۔ پہلے اگر ہندوستان میں آپؑ کے مُرید پائے جاتے تھے۔ تو آج دُنیا کے تمام گوشوں میں آپؑ کے پَیرو پائے جاتے ہیں۔ کیا امریکہ کیا افریقہ کیا یورپ اور کیا ایشیا اور کیا جزائر اور کیا عربی ممالک اور کیا غربی ممالک تمام جگہ میں آپؑ کے فدائی اور جان نثار موجود ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا آپؑ سے باوجود ایسی دُعاؤں کے تائید و نصرت کا معاملہ کرنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپؑ اپنے دعویٰ میں صادق اور راستباز تھے۔ اور اگر آپؑ سچے نہ ہوتے، تو آپ کبھی بد دُعا نہ کرتے۔ لیکن آپؑ نے نہ صرف اپنے لئے جھوٹا ہونے کی صُورت میں خدا تعالیٰ سے موت طلب کی اور اپنی اولاد کی ہلاکت اور اپنے تمام کاروبار کی تباہی چاہی۔ بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی مباہلہ کیلئے بلایا۔ لیکن جو آپؑ کے مقابلہ میں مباہلہ کیلئے نِکلا اور خدا تعالیٰ سے سچے کے مقابلہ میں جھوٹے کی ہلاکت چاہی اُسے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی زندگی میں ہلاک و تباہ کردیا۔ پس مذکورہ بالا دلیل بھی آپؑ کی صداقت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق پر قائم رہنے اور حق کے پھیلانے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

(از خاکسار جلال الدین شمس (مولوی فاضل) مبلغ فلسطین و انگلستان)

ایمان افروز نشانات

(بسلسلہ گذشتہ)

مَیں نے اپنے گذشتہ مضمون میں بتلایا تھا۔ کہ اگر انسان حق وصداقت کی تلاش میں اپنے دل کو پاک وصاف کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معجزانہ دُعاؤں کے متعلق تھوڑا سا بھی غور کرے۔ تو اس کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام برحق تھے۔ اور پھر آپؑ کے خلفاء بھی اولوالعزم اور خداوند تعالیٰ کے چُنے ہُوئے ہیں ٭

قبل اس کے کہ مَیں اصل مضمون شروع کروں۔ مَیں کچھ بطور تمہید دُعا کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔

دُعاء کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے۔ کہ موجودہ دَورِ زمانہ میں یہی ایک زبردست اور معجزانہ چیز ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہُوئی ہے آپ نے کئی بار اس امر کا اظہار اپنے خطبات میں فرمایا ہے۔ کہ دُنیا کی توپیں، بندوقیں، تلواریں، بم وغیرہ اس معجزانہ دُعاء کے سامنے بالکل ہیچ ہیں۔ دُنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی ان رات کے تیروں کا مقابلہ نہیں کرسکتی ٭

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔ کہ آپؑ کو دُعا کرنے میں ایک خاص لذت محسوس ہوتی تھی۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے معجزات میں سے ایک معجزہ دُعا کا بھی عطاء کیا ہُوا تھا ٭

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنیکی غرض سے قادیان گیا۔ چونکہ مَیں رات کو قادیان پہنچا تھا۔ اس لئے ملاقات نہ ہوسکی۔ دوسرے روز ابھی مَیں نے ملاقات نہ کی تھی۔ کہ کاٹھ گڑھ سے ایک مولوی صاحب کا جنازہ بذریعہ موٹر لاری قادیان پہنچا۔ حضرت امیر المومنین نے نماز جنازہ پڑھائی۔ چونکہ مولوی صاحب مرحوم جنکا نام غالباً عبدالسلام صاحب تھا۔ بہت مخلص اور نیک تھے۔ احمدیت کی تبلیغ میں دن رات کوشاں رہتے تھے۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف احمدیت پر پروانہ وار نثار ہوگئے تھے۔ تو جب مولوی صاحب موصوف کے لواحقین حضرت اقدس سے ملاقات کرنے قصر خلافت میں گئے تو مَیں بھی ساتھ تھا۔ حضرت اقدس نے جماعت کے افراد سے مولوی صاحب کے حالات دریافت فرمائے انہیں جب بتلایا کہ مولوی صاحب مرحوم ایک جگہ تبلیغ کے لئے جارہے تھے، تو راستہ میں انہیں حادثہ پیش آیا۔ حادثہ چونکہ معمولی تھا اس لئے زیادہ

توجہ نہ کی گئی۔ اور آخر اس حادثہ سے ان کی وفات ہوگئی۔ اس وقت جو جواب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ اگرچہ اس واقعہ کو ایک عرصہ ہوچکا ہے۔ لیکن میں تصور کے ذریعہ اب بھی اپنے آپکو قصرِ خلافت میں پاتا ہوں۔ اور میرے دل کے کان اُس جواب کو سُن رہے ہیں۔ وہ جواب کیا تھا۔ وہ جواب یہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ "آپ نے غلطی کی جو مجھے اطلاع نہ دی۔ ورنہ میں (حضرت امیرالمومنین) مولوی صاحب کی صحت کے لئے دُعا کرتا"

اللہ اللہ کیا اُمید افزا اور رُوحانیت و قوّتِ قدسیہ میں ڈوبا ہُوا جواب ہے۔ کیا کوئی شخص ہے جو اِس جواب سے رُوحانیت حاصل نہ کر سکتا ہو؟

میرا مقصد یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھی خداوند کریم نے دُعا کا نشان عطا فرمایا ہے؟

بعض ایسے لوگ جن میں رُوحانیت کا مادہ کم ہوتا ہے۔ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ انسان کو خدائی کاموں میں دخل دینے کا اختیار ہی نہیں۔ تو پھر وہ کیونکر زندگی اور موت کے متعلق دُعا خُدا سے قبول کرا سکتے ہیں۔ ایسے حضرات کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جو خُدا کے محبوب بندے ہوتے ہیں خداوند کریم جو رحیم اور کریم ہے ان کی سُنتا ہے۔ اور کئی حالتوں میں اپنے محبوب بندہ کی بات مان

بھی جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا ایک واقعہ اس امر کا شاہد ہے۔ کہ وہ اپنے مقدس انسان کی درخواست کو رد نہیں کرتا۔ وُہ واقعہ عبدالکریم طالب علم کا ہے کہ جس کو ایک باولے کُتّے نے کاٹا تھا۔ اور جو باوجود علاج کے پھر دیوانہ ہوگیا تھا۔ اور ڈاکٹروں نے اُسکے متعلق لکھ دیا تھا کہ "عبدالکریم کے لئے اَب کوئی علاج نہیں سوائے مَوت کے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے دِل میں درد پیدا ہوتا ہے۔ اور آپؑ نہایت عاجزی سے دُعا فرماتے ہیں۔ کہ اَے بزرگ و برتر خُدا تو اِس لڑکے کو صحت کامل عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتا ہے۔ کہ مَیں اِس کی مَوت کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ تو اس کی زندگی طلب نہ کر۔ لیکن آپؑ ہیں کہ درِ مَولا پر جُھکے ہُوئے ہیں۔ اور عاجزی سے عبدالکریم کی دوبارہ زندگی طلب کر رہے ہیں۔ آخر خداوند تعالیٰ نے اپنے محبُوب کی درخواست کو شرفِ قبولیّت بخشا اور عبدالکریم کو دوبارہ زندگی مل گئی؟

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کو خداوند کریم نے قبولیّت دُعا کا نشان عطا فرمایا ہُوا ہے؟

ایک اور امر دُعا کے متعلق قابلِ ذکر ہے۔ وہ یہ کہ مثلاً کوئی شخص ایسی جگہ ہے۔ کہ جہاں سے وہ بوقت ضرورت جلد از جلد دُعا کے لئے

حضرت اقدس کی خدمت میں عرض نہیں کر سکتا ایسی صورت میں وہ بذریعہ چٹھی درخواستِ دُعا کر سکتا ہے۔ اِس سوال کا جواب کہ کسی شخص کو اگر آج شام کو اتفاقیہ حادثہ کے سبب یا کسی اور امر کے ماتحت دُعا کرانی ہے۔ اور حالات ایسے ہیں۔ کہ نہ تو خود مل کر ہی حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست دُعا کرا سکتا ہے۔ اور نہ ہی چٹھی وقت پر پہنچ سکتی ہے۔ بلکہ چٹھی دوسرے تیسرے روز حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچے گی۔ بلکہ ایسا موقعہ ہے۔ کہ تار بھی وقت پر نہیں پہنچ سکتی تو پھر وہ شخص ایسی صورت میں کیا کرے؛

میرا اپنا خیال ہے۔ کہ بہت سے ایسے دوست ہوں گے۔ جو نا واقفیت کی وجہ سے ایسے تذبذب کے حالات میں بجائے درخواستِ دُعا روانہ کرنے کے رنج و محن اور افسوس میں ہمت ہار کر بیٹھ جاتے ہوں گے؛

لیکن ایسے تمام دوستوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اُن کا یہ طریقِ عمل درست نہیں ہے۔ بلکہ ایسے موقعوں پر ہمیشہ یہ چاہیئے۔ اگر آپ حضرت اقدس سے بہت دُور رہتے ہیں۔ تو آپ اشد ضرورت کے موقعہ پر بذریعہ تار اور بذریعہ چٹھی درخواستِ دُعا کر سکتے ہیں۔ چونکہ خدا کی وسیع نگاہ کل دُنیا کو دیکھتی ہے۔ اور مقدس انسان کا تعلق خُدا سے ہوتا ہے۔ لہذا ایسے وقت میں جبکہ کوئی شخص دُور و دراز بیٹھا ہوا کسی مصیبت کے وقت کوئی درخواستِ دُعا یا تار اُس کے مقدس بندے کو روانہ کرتا ہے خُدا فوراً اُسکی اطلاع اپنے بندے کے دِل میں ڈال دیتا ہے۔ چٹھی یا تار خواہ بعد میں پہنچے۔ اور اِسطرح ایسے لوگوں کیلئے دُعا اُس وقت سے شروع ہو جاتی ہے، جب سے وُہ چٹھی یا تار روانہ کرتے ہیں؛

اِسی سلسلہ میں مجھے ایک اور بات یاد آگئی ہے۔ دُعا کرانے والے کا دل صاف ہونا ضروری ہے۔ نیز اُسے بھی کامل یقین ہونا چاہیئے کہ میری درخواستِ دُعا ضرور اللہ تعالیٰ اپنے مقدس بندے کی وساطت سے قبول فرمائیگا۔ ایک دُنیاوی مثال ہے۔ کہ اگر کسی مریض کو کامل یقین ہو کہ فلاں حکیم یا ڈاکٹر کی دوائی سے مجھے ضرور آرام آجائیگا۔ تو ایسی صورت میں اگر وہ حکیم یا ڈاکٹر کوئی معمولی سی دوائی بھی اُسے دے دیگا۔ تو مریض کو صحت ہو جائے گی۔ برعکس اِس کے اگر کسی مریض کو یقین نہ ہو اور اُس کا دِل کسی ڈاکٹر یا حکیم سے مشکوک ہو تو ایسی صورت میں وہ ڈاکٹر خواہ اُسے کتنی اچھی صحت دینے اور قیمتی دوائیاں ہی کیوں نہ کھلائے: اُسے خاک فائدہ نہ ہوگا۔ مَیں نے خود اِس امر کا بارہا مشاہدہ کیا ہے۔ کہ مجھے کوئی مشکل پیش آئی اور مَیں نے کامل یقین کے ساتھ حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست کی تو فوراً وہ مشکل

حل ہو گئی ۔

ایک دفعہ مجھے انگلینڈ کا پاس پورٹ حاصل کرنے میں ایسی روکاوٹ پیش آئی۔ کہ جسکا حل احسن طریقہ سے میرے لئے ناممکن تھا۔ دن بھر مَیں نے کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر رات کو دس بجے مَیں نے ایک درخواست دردِ دل سے لکھکر حضرت اقدس کی خدمت میں روانہ کرنے کی غرض سے لفافہ میں بند کر کے میز پر رکھکر سو گیا۔ مجھے کامل یقین اور وثوق تھا۔ کہ اب میری مشکل حل ہو جائے گی ۔

صبح کو جب مَیں نماز اور تلاوت سے فارغ ہوا۔ تو مجھے ایک شخص نے باہر بلایا۔ دیکھا تو وہی پاسپورٹ کا معاملہ تھا۔ اُس شخص نے مجھے ایسی ترکیب بتلائی کہ جس سے میری وُہ مشکل کہ جس کو میں ناممکن سمجھتا تھا۔ اُس دن حل ہو گئی۔ تب مَیں نے وُہ لفافہ بجائے ڈاک میں ڈالنے کے اُسی طرح بند کا بند اپنے پاس رکھ لیا۔ اور اُس پر یہ نوٹ لکھ دیا۔ کہ :۔

"مجھے پاسپورٹ برائے انگلینڈ حاصل کرنے کے لئے ایک سخت مشکل درپیش تھی۔ اُسکے حل کی مجھے کوئی امید نہ تھی۔ اور مَیں مایوس ہو چکا تھا۔ مَیں نے یہ درخواست جو کہ لفافہ ہذا میں بند ہے۔ دُعاءِ خاص کے لئے حضرت اقدس کی خدمت روانہ کرنے کے لئے رات کو لکھ کر لفافہ میں بند کر دی۔ ..... خداوند کریم کا ہزار بار شکر ہے کہ اُس نے میری مشکل حل کر دی۔ لہٰذا مَیں نے لفافہ بطور نشان محفوظ کر لیا"۔

پس میرا کامل یقین ہے۔ کہ انسان خواہ وہ کتنی دُور ہی کیوں نہ ہو۔ اپنی ہر مشکل اور ضرورت کے وقت کامل یقین اور وثوق سے حضرت اقدس کی خدمت میں درخواستِ دُعا روانہ کر دے۔ وُہ یہ نہ دیکھے۔ کہ درخواست حضرت اقدس کے پاس کب پہنچے گی اور آپ کب دُعا فرمائیں گے۔ ایسا شخص یہ خیال کرے کہ مَیں جو کچھ لکھ رہا ہوں۔ وُہ فرشتے پڑھ کر حضرت اقدس کو سُنا کر درخواستِ دُعا کر رہے ہیں ۔

اَب مَیں ایک ایسا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ کہ جو اپنی نوعیت کا ایک عجیب حیرت انگیز اور معجزانہ ہے۔

وسط اپریل ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے۔ کہ برادرم شیخ محمد علیؓ صاحب ستار انبالہ شہر کا بڑا لڑکا عبدالحمید بیمار ہو گیا۔ یُونانی اور ڈاکٹری علاج کرنے کی کوئی کمی نہ کی گئی۔ لیکن ۲۰۔ اپریل تک حالت بگڑتے بگڑتے نہایت نازک صُورت اختیار کر گئی۔ فیملی ڈاکٹر بہ میتھوری داس سونی کی خدمت میں ہم سب نے ملکر نہایت توجہ اور تندہی سے علاج کرنے کی درخواست کی۔ آپ نہایت تجربہ کار اور قابل ڈاکٹر ہیں۔ لہٰذا اُنہوں نے خاص غور و فکر سے علاج شروع کیا۔ لیکن افسوس کہ ۲۲۔ اپریل کو دوپہر کے بعد بچّے کی حالت بہت خراب

ہو گئی۔ ہر ممکن کوشش کی لیکن کچھ بھی افاقہ نہ ہُوا۔ اور شام سے ایک گھنٹہ پیشتر زندگی اور موت کی کشمکش جاری تھی۔ اور عبد الحمید چند گھڑیوں کا مہمان تھا۔ اُسوقت محمدؐ علی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو بُلایا۔ ڈاکٹر صاحب بھی اپنی آخری کوشش کے لئے مکان پر تشریف لے آئے۔ اُنہوں نے بچّہ کی حالت دیکھی تو حیران و مایوس ہو کر رہ گئے۔ آخر اُنہوں نے دلجمعی کے لئے ایک ٹیکا بچے کو کیا۔ اور حسرت و یاس میں ڈوبے ہوئے واپس چلے گئے۔ نہ کسی سے فیس طلب کی۔ نہ کسی سے گفتگو کی۔ کیونکہ بچہ اپنے آخری دموں پر تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے اِس طرزِ عمل سے گھر کی مستورات اور دیگر افراد یہ سمجھ گئے۔ کہ اب لڑکا نہیں بچ سکتا۔ میں خود پاس تھا۔ مجھ سے بچے کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی ؛

بچّہ ماں کی گود میں بے حس و حرکت پڑا تھا۔ ہاتھ پاؤں بالکل ڈھیلے پڑ چکے تھے۔ گردن بھی لٹک رہی تھی۔ باوجود ہلانے جلانے کے بچہ کوئی حرکت تو کیا، ہل بھی نہ سکتا تھا۔ چہرہ پر مُردنی چھائی ہُوئی تھی۔ آنکھیں پتھرائی ہوئی نیم وا تھیں سانس رُک رُک کر چل رہا تھا۔ الغرض ہر شخص کو معلوم ہو رہا تھا۔ کہ یہ بچّہ اب صرف چند لمحوں مہمان ہے۔ اور اب دُنیا کی کوئی طاقت اس بچّے آغوشِ موت سے علیحدہ نہیں کر سکتی ؛

چنانچہ ایسے بیخودی اور تذبذب کے عالم میں محمدؐ علی صاحب نے شیخ محمدؐ عنایت اللہ صاحب کو ایک تار سیدنا حضرت امیر المومنین کی خدمت مبارک میں برائے دُعا ارسال کرنے کو کہا۔ چنانچہ محمدؐ عنایت اللہ صاحب اُسی وقت تار دینے چلے گئے۔ چونکہ ان دنوں حضرت اقدس لاہور میں تشریف فرما تھے۔ لہذا آپ کی خدمت میں ذیل کے مضمون کی تار ارسال کیگئی کہ

prey
for Abdul Hamid
dangerously ill

میں نے بہت کوشش کی ہے۔ کہ میں کسی طرح اس تار کا نمبر وغیرہ ڈاکخانہ انبالہ شہر سے حاصل کر سکوں لیکن افسوس کہ مجھے جواب دیا گیا ہے۔ کہ محکمہ ڈاک تین ماہ کے بعد تمام قسم کی تاریں ضائع کر دیتا ہے۔ ورنہ میں ضرور اس جگہ تار کا نمبر وغیرہ درج کرتا۔

ہاں تو اِدھر تو محمدؐ عنایت اللہ صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں تار روانہ کر کے گھر آئے۔ اور اُدھر ڈاکٹر پرمیشوری داس صاحب خود بخود دوبارہ محمدؐ علی صاحب کے گھر تشریف لے آئے۔ اُسوقت بچے کی زندگی سے مایوس ہو کر مستورات خصوصاً اور مرد عموماً رو رہے تھے ؛

ڈاکٹر صاحب نے دوبارہ لڑکے کو دیکھا۔ آنکھ کی پُتلی وغیرہ ملاحظہ کی۔ اور پھر ایک انجکشن کر دیا۔ اور واپس تشریف لے چلے۔ میں نے رازدارانہ طریقہ سے ڈاکٹر صاحب سے عبد الحمید کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے آہستہ سے فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھے بچے کی زندگی سے بالکل ناامیدی

ہو چکی تھی۔ لیکن محمد علی صاحب کی خواہش کے مطابق مَیں نے پہلے آکر انجکشن کر دیا۔ اور جب مَیں دوکان سے گھر جانے لگا۔ تو میرے ذہن میں اتفاقیہ طور پر ایک اور انجکشن یاد آگیا۔ اگرچہ میں پہلا انجکشن کرتے ہی سمجھ گیا تھا۔ کہ اسکے بچنے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔ لیکن مجھے کوئی نامعلوم طاقت مجبور کر رہی تھی۔ کہ یہ دُوسرا انجکشن جو مجھے یاد آگیا ہے۔ ضرور کر دیا جائے۔ چنانچہ مَیں اُسی غائبانہ طاقت کے زیر اثر اب دوبارہ خود بخود ہی چلا آیا۔ لیکن مَیں محسوس کرتا ہوں۔ کہ بچے کی حالت اِس درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ کہ مجھے جانبر ہونیکی اُمید نہیں ہے"۔

ڈاکٹر صاحب چلے گئے۔ اُدھر ہم سب نے مِلکر مغرب کی نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی سے بچے کے لئے دُعا کی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے نماز بھی نہایت کرب و مایوس اور کانپتے ہُوئے ادا کی تھی۔ کیونکہ ہر ایک کے دِل میں یہ تھا کہ ادھر ہماری نماز ختم ہو گی اور ادھر بچے کی زندگی کا چراغ گُل ہو جائے گا۔ نماز کے بعد ہم پھر بچے کی طرف متوجہ ہُوئے۔

میرے پاس وُہ الفاظ تو نہیں کہ مَیں اُس وقت کے سمے کا کچھ نقشہ بیان کر سکوں۔ بچے کو دیکھ کر خوشی و مسرّت نیز تعجب و حیرت کے متضاد جذبات سے ہمارے دِل سینوں میں اُچھل گئے۔ ہم حیرت و استعجاب میں ڈوبے ہُوئے تھے۔ مَیں نے اپنی آنکھوں کو ہاتھ کی انگلیوں سے زور سے ملا۔ اسلئے کہ مبادا مَیں عالمِ خواب میں تو نہیں۔ لیکن نہیں مَیں عالمِ بیداری میں تھا۔ اور جو کچھ مَیں دیکھ رہا تھا وُہ حق اور صداقت پر مبنی تھا۔

مَیں نے دیکھا کہ عزیز عبد الحمید نے آنکھیں کھولی ہُوئی ہیں۔ اور ہاتھ پاؤں بھی ہلا رہا ہے۔ پہلے بصد کوشش اُس کی آواز نہ نکلتی تھی اَب وُہ ہلانے سے روتا تھا۔ ہاتھ پاؤں جو سرد ہو گئے تھے۔ اور چہرہ کہ جس پر مُردنی چھائی ہوئی تھی اب اپنی اصل حالت میں تھے۔ نبض جو کہ تقریباً بند ہو چکی تھی۔ اب نہایت تیزی سے حرکت میں تھی۔ الغرض اُس کی حالت ہمیں دوبارہ زندگی کا پتہ دے رہی تھی۔

دُوسرے دن جب مَیں ڈاک لینے گیا۔ تو ڈاکٹر صاحب سے ملا۔ اُنہوں نے مجھ سے لڑکے کا حال دریافت کیا۔ اور جب مَیں نے انہیں بتلایا کہ لڑکا خُدا کے فضل وکرم سے بچ گیا ہے تو وُہ حیران رہ گئے۔ اور بے اختیار اُن کی زبان سے نکل گیا کہ "اِس لڑکے کو خدا نے دوبارہ زندگی دی ہے"۔ مَیں نے دریافت کیا کہ "کیا واقعی بچے کی زندگی خطرہ میں تھی؟" ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ "اس بچے کی زندگی خطرہ میں تو کجا تھی ہی نہیں۔ مَیں نے اُس کے ہاتھ پاؤں اچھی طرح دیکھے تھے۔ اُن میں بالکل جان نہ تھی۔ اور جسم آخری وقت کے لئے سرد ہو چکا تھا۔ مَیں نے اُس کی آنکھوں کی پُتلیاں بھی بغور

دیکھی تھی کہ شاید زندگی کی کوئی اُمّید نظر آئے۔ لیکن جب مَیں نے یہ دیکھا۔ کہ آنکھ کی بیس ۲۰ درجہ طاقت میں سے اُنیس ۱۹ درجہ طاقت زائل ہو چکی ہے۔ تو مَیں مایوس ہو گیا۔ مَیں نے آج تک ایسا واقعہ نہیں دیکھا۔ مَیں حیران ہوں کہ وہ کس طرح بچ گیا ہے"۔

یہ بالکل سچّا اور حقیقت پر مبنی واقعہ ہے۔ بخدا مَیں کوئی مبالغہ آمیزی سے کام نہیں لے رہا۔ ڈاکٹر صاحب اب بھی زندہ ہیں۔ ہر وہ شخص جو تلاشِ حق میں سرگردان ہو۔ ڈاکٹر صاحب موصوف سے ملاقات کر کے اِس واقعہ کی تصدیق کر سکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب آج تک اس واقعہ کو حیرت و استعجاب سے بیان کرتے ہیں ؏

پس طالبانِ حق کے لئے یہ ایک زبردست ثبوت ہے اِس امر کا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام موجودہ زمانہ کے سچّے نبی تھے۔ اور آپؑ کے خلفاء بھی سچّے اور خدا کے ولی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے ذہن میں ایک نئے انجکشن کا خیال آنا۔ اور بغیر طلب کئے ہُوئے خود بخود گھر تشریف لانا۔ اور بچّے کا رُوبصحت ہو جانا۔ اِس امر کا زبردست ثبوت ہے کہ حضرت امیر المومنین قُوّتِ قدسیّہ میں بہت بڑھے ہُوئے ہیں۔ یہ صرف آپ کی دُعا کے طفیل تھا کہ ایک بچّہ موت کے منہ سے دوبارہ زندہ ہو گیا۔ ورنہ ہر ایک اُس کی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا ؏ فقط

(خاکسار شیخ محمد بشیر آزاد عفی عنہ انبالوی)

بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن

جب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا۔ ہر سال موسم بہار میں غیر معمولی سردی پڑتی ہے اور عالمگیر ژالہ باری برفباری ہوتی ہے۔ اور چونکہ حضورؑ نے بہار کا موسم ۱۵ جنوری سے لیکر ۱۵ مئی تک رقم فرمایا ہے۔ اس لئے مندرجہ ذیل خبریں ازدیادِ ایمان کا موجب ہوں گی۔ یہ ژالہ باری مختلف علاقوں میں بماہ مئی ہُوئی ہے:۔

(۱)

لاہور ۱۵ مئی۔ گذشتہ رات علاقہ تھانہ برکی میں اس زور کی ژالہ باری ہوئی۔ کہ سڑکوں میں شگاف پڑ گئے۔ بہت سے درخت زمین پر گر پڑے۔ متعدد پرندے مرے ہُوئے پائے گئے۔ فصل کو از حد نقصان پہنچا ہے۔ علاقہ کے لوگوں میں سنسنی پھیل رہی ہے ؏

(۲)

۱۲ مئی۔ ڈیرہ دون۔ بعض جگہ مرغی کے انڈوں کے برابر اولے برسے۔ پہلے بہت تیز اور تُند آندھی چلی۔ جس کے بعد اولے پڑنے شروع ہُوئے۔ جو راستہ چلتے لوگوں کے سروں پر گرتے رہے۔ اِس کے بعد اتنے بڑے بڑے اولے برسے۔ جو شاید ہی کبھی کسی نے یہاں دیکھے ہوں۔ بہت سے پرندے مر گئے۔ نیز آم کی فصل کو

بہت نقصان پہنچا ہے ؛

(۳)

۱۷- مظفر المظفر گور انجور نارائن پیٹھ سیدا پور وغیرہ متعدد مقامات پر شدید بارش اور ژالہ باری کی وجہ سے فصلوں اور جائیداد کو سخت نقصان پہنچا ؛

(۴)

جالندھر- ۱۵ مئی- جالندھر میں ۱۵ دن کی سخت گرمی اور ناخوشگوار موسم کے بعد گذشتہ رات سخت ژالہ باری اور بارش ہوئی جس سے درجہ حرارت میں کمی ہو گئی۔ بارش کے بعد شہر میں پھر آندھی آئی ؛

(۵)

مراد آباد ۱۶- مئی- ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ مراد آباد سے اُنیس ۱۹ میل کے فاصلہ پر سخت طوفان باد و باراں کے علاوہ پنگ پانگ کی گیند کے برابر اولے پڑے جن سے کھیتوں میں چرنیوالی چالیس بکریاں ہلاک ہو گئیں ؛

دہ سالہ ایک بچہ مکان کی چھت سے گر کر ہلاک ہو گیا۔ بہت سے مکانوں کی چھتیں اُڑ گئیں۔ اور بہت سے درخت جڑوں سے اُکھڑ گئے۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ زمین ایک ایک فٹ اولوں سے ڈھکی ہوئی ہے ؛

(۶)

جلپے گوری ۱۲ مئی- جلپے گوری اور ملحقہ علاقہ میں نہایت خوفناک طوفان باد و باراں آیا اور ساتھ ہی ژالہ باری بھی ہوئی۔ ژالہ باری ایک گھنٹہ تک جاری رہی ؛

واقعات و حوادث

گواڈ نز وے (ورجینیا) ۱۷- مئی- پورے چھ گھنٹے ایک چھوٹی سی کیبن میں محصور رہنے اور مشین گنوں سے مسلح پولیس کا مقابلہ کرنیکے بعد ایک حبشی ویلز اور اُس کی بہن اُسی کیبن میں جلکر مر گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ویلز حبشی نے پستول سے ایک سفید فام عورت کو دھمکی دی۔ جسپر شہر کے شیرف نے اُسکو گرفتار کرنا چاہا۔ لیکن حبشی نے اُسے گولی سے اُڑا دیا۔ اور اپنی بہن کی کیبن میں پہنچکر چھپ گیا۔ پولیس نے کیبن کا محاصرہ کر لیا۔ پورے چھ گھنٹے جنگ جاری رہی۔ کیبن پر مشین گنیں گولیوں کی بوچھاڑ کرتی رہیں جنکا جواب حبشی کی بہن آخر وقت تک گولیوں سے دیتی رہی۔ آخر کیبن کو آگ لگا دی گئی۔ اور وہ دونوں جل کر مر گئے ؛

خانیوال ۱۴- مئی- بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ملتان چھاؤنی سٹیشن پر ایک نہایت ہی خوبصورت نوجوان عورت اور اُس کے ساتھ ایک چھوٹے بچے کی لاشیں ایک ریل کے ڈبہ میں پڑے ہوئے جس میں سے برآمد ہوئیں۔ ابھی تک یہ امر تصدیق طلب ہے۔ کہ مقتولہ کا تعلق کس جماعت سے ہے۔ شک گذرتا ہے۔ کہ مقتولہ کا گلا گھونٹ کر اُسے قتل کیا گیا ہے۔

بریلی ۱۳- مئی- آگ لگنے سے ایک گاؤں جلکر راکھ ہو گیا۔ تمام مکانات تعداد میں پانچ سو تھے ؛ (ا-پ)

جب گاڑی مُلتان سٹیشن پر پہنچی۔ تو ڈبہ میں چار مُسافر اس خیال سے بیٹھے رہے۔ کہ اگر بکس کا کوئی مالک نہ نکلا۔ تو ہم اسے اُٹھا کر لے جائیں گے۔ اِتنے میں ایک پولیس مین آگیا۔ جب مُسافروں نے بکس کی ملکیت سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ تو اُس نے سب انسپکٹر پولیس کو اِطلاع دی۔ پولیس نے جب بکس کھولا۔ تو اُس میں سے دونوں لاشیں نکلیں۔ اسپر اُس نے چاروں مُسافروں کو حراست میں لے لیا۔ لیکن جب اُنہوں نے یہ کہا۔ کہ ہم تو بکس کو لیجانے کے لالچ میں بیٹھے ہُوئے تھے۔ تو پولیس نے اُن کو جانے دیا۔ بکس کے اُوپر ایک نقشہ پڑا ہُوا تھا۔ نقشہ کا سُراغ لگانے کے لئے پولیس خانیوال پہنچی۔ وہاں اُس نے ڈاک ہرکارہ نہر کو حراست میں لے لیا۔ لیکن ہرکارہ نے بیان کیا۔ کہ نقشہ یُونہی مجھ سے بکس پر رہ گیا تھا۔ مجھے یہ علم نہیں کہ بکس کا مالک کون ہے۔ عورت کے جسم پر ایک بنیان اور سبز دھاری کا سفید فراک تھا۔ پولیس نے لاش کا فوٹو لیکر پوسٹ مارٹم کیلئے بھیجدی گئی ہے۔ سی آئی ڈی ریلوے پولیس مصروف تفتیش ہے ؛

شیخوپورہ - ۱۲ مئی - بیان کیا جاتا ہے - کہ چند عورتیں ایک تانگہ میں بیٹھ کر جا رہی تھیں۔ ایک جگہ نہر کے کنارے گھوڑا بدھک گیا۔ اور بے تحاشا دوڑنے کیوجہ سے تانگہ بجلی کے ایک کھمبے سے ٹکرا گیا۔ اور اُلٹ کر نہر میں جا گرا۔ لیکن نہر میں پانی بہت گہرا نہ تھا۔ عورتیں پانی میں گر پڑیں اور تانگہ اُن کے اُوپر گرا۔ اُنکی چیخ و پکار سُنکر کچھ سپاہی وہاں پہنچ گئے۔ اور اُنکو سلامتی سے باہر نکال لیا ؛

پٹیالہ - محلہ سیٹھ گھرہ میں چھت گرنے سے ایک افسوسناک حادثہ ہُوا۔ گھر والے رات کے وقت چھت کے اُوپر سوئے ہُوئے تھے۔ کہ یک لخت چھت گرنے سے سب کے سب ملبہ کے نیچے دب گئے۔ ایک ضعیف عورت اور دو تین بچوں کے شدید ضربات آئیں۔ باقی کے خفیف ؛

سیالکوٹ - واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں - کہ ایک عورت جب آج صبح اپنے بستر سے اُٹھی۔ تو کیا دیکھتی ہے۔ کہ اُس کی چارپائی پر ایک سانپ جو کہ کافی بڑا تھا چڑھا ہُوا ہے۔ یہ دیکھ کر اُسکی چیخ نکل گئی۔ کیونکہ اُس کا اکلوتا لختِ جگر بھی وہیں سو رہا تھا۔ بہت لوگ اکٹھے ہو گئے اور مارنے کی کوشش کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر عورت نے لوگوں کو منع کیا۔ اور کچی لسّی کر کے سانپ کے آگے رکھدی۔ جسے سانپ پی کر باہر کی جانب بھاگا اور سوراخ میں گھس گیا ؛

سیالکوٹ ۱۶ مئی - بیان کیا جاتا ہے - کہ ایک ریلوے کلرک جبکہ اپنے دفتر میں گیا ہُوا تھا۔ اُس کی بیوی کے پاس ایک عورت کچھ مٹھائی لیکر

آئی۔ اور کہا کہ اس کے دیور کی شادی ہے۔ اور یہ اس کی مٹھائی ہے۔ ساتھ یہ بھی کہا کہ اپنا ہار اور گوکھرو نمونہ کے لئے دو۔ ہم نے دُلہن کیلئے زیور بنوانے ہیں۔ بھولی بھالی عورت نے وہ زیور دیدیئے۔ زیورات کی مالیت ایک ہزار روپیہ ہے۔ بعد میں جب کلرک گھر آیا۔ اور اسکو زیورات دیئے جانے کا علم ہوا۔ تو اُس نے اپنی بیوی کو کہا۔ کہ زیورات واپس لاؤ۔ چنانچہ وہ اس وقت گئی لیکن اُس عورت کا مکان بند تھا۔ رات کو پھر پتہ کیا گیا۔ اُس عورت کے دیور نے کہا۔ کہ زیورات صبح کو دینگے۔ لیکن اگلی صبح کو بھی نہ دیئے گئے۔ پولیس نے اُس عورت اور اُس کے دیور کو گرفتار کر لیا ہے۔ عورت ضمانت پر رہا ہے ⁂

منٹگمری۔ ۱۷۔ مئی۔ تھانہ گوگیرا کے موضع سے رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ کہ ایک نوجوان میٹریکولیٹ بیکار تھا۔ ایک شخص بتو نے اسے کہا کہ مَیں تمہیں سونے کے زیور دُگنے کرنے کا طریقہ بتادوں گا۔ بنا بریں وہ لڑکے کو ایک گاؤں شیکھو میں یہ کہکر لے گیا کہ وہاں میرا پیر رہتا ہے۔ جو کہ اس طریقہ کو جانتا ہے۔ بنا بریں لڑکا وہاں چلا گیا۔ وہاں ایک نقلی پیر بھی رہتا تھا۔ جس نے لڑکے کو کچھ سونا کے زیورات لانے کے لئے کہا۔ لڑکا موضع چونیاں میں اپنے سسرال میں گیا اور اپنی بیوی کے سلاکے زیورات لے آیا۔ پیر نے اُسے دُوسرے کمرے میں بیٹھنے کے لئے کہا۔ لمبے عرصہ کے بعد لڑکے نے یہ دیکھا کہ پیر اور بتو دونوں زیور لیکر کہیں گم ہو گئے ہیں۔ لڑکا شرم کے مارے اپنے گھر واپس نہ آیا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اُس نے یہ سارا واقعہ اپنے ایک دوست کو بتلایا۔ اور بعد میں تھانہ گوگیرا میں رپورٹ درج کرادی۔ اب پولیس مصروفِ تفتیش ہے ⁂

بلگام۔ ۱۶۔ مئی۔ گذشتہ شب بلگام کے نزدیک و میسور اور خانپور ریلوے سٹیشن کے درمیان۔ ایک بڑھیا اور تین بچے پُل پر سے گذر رہے تھے کہ ایک ریل گاڑی آگئی۔ پُل پر کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں وہ کھڑے ہو کر گاڑی کی زد سے بچ سکیں۔ چنانچہ وہ چاروں پُل سے نیچے گر پڑے۔ اور گرتے ہی مر گئے ⁂ (ا۔پ)

مصباح کی خریداروں سے

مَیں مصباحی بہنوں کو متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ مصباح کی توسیع اشاعت کیلئے پُوری پُوری کوشش فرمائیں۔ موجودہ صورت میں مصباح کی آمد اس کے خرچ سے کم ہے۔ اپنے اپنے گھروں میں اور اپنے اقرباء میں اسکے خریدار مہیا کرنے چاہئیں۔ ہم ہر ممکن سے ممکن رعایت وصولی چندہ کے لئے دینے کو تیار ہیں ⁂

عجائبات

سائنس زمین کے بغیر سبزیاں پیدا کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے۔ دھات کے چوڑے برتنوں میں چند اونس کیمیائی مرکبات ڈالنے سے چند ہفتوں میں تازہ سبزیاں حاصل کر سکتے ہیں۔ ہر روز پانی دینا نہایت ضروری ہے مختلف سبزیوں کیلئے مختلف کیمیائی مرکبات کی ضرورت ہے۔ گویا بیج مرکبات اور پانی سے سبزی تیار ہو جاتی ہے۔ اگر دس برتن ہوں۔ تو اندازہ لگایا جاتا ہے کہ ہر روز ایک برتن سے تازہ سبزی مہیا ہو جاتی ہے۔ ان اناج و سبزیوں کے بیج چند ہی گھنٹوں میں پھوٹ جاتے ہیں۔ اور دس دن میں ایک فٹ لمبا پودا ہو جاتا ہے ✦

بابل کے جھومنے والے باغات دُنیا میں بھاری شہرت حاصل کر چکے ہیں مگر اب سوائے زمین میں ایک سُوراخ کے ان کا کچھ نشان نظر نہیں آتا۔ اِن باغات کو تیار کرنیکے لئے ۵۰ ہزار مزدور دن رات کام کرتے رہے۔ چھ سو برس قبل از مسیح میں شاہ نبوچد نذر نے اپنی ملکہ امائی ٹس کی خواہش کے مطابق تعمیر کرایا۔ ۲۸۴ سال بعد سکندر اعظم نے اُنہیں اُجاڑ دیا۔ انکی تعمیر بھی ایک عورت کے ایماء پر ہوئی۔ اور انہیں اُجاڑا بھی ایتھنز کی ایک عورت تھیس کے ایما پر گیا ✦

جانوس رووِن اور اُس کی بیوی سارا طویل شادی شدہ زندگی کا ریکارڈ قایم کر گئے ہیں۔ وہ ایک سو سینتالیس ۱۴۷ سال تک بطور خاوند اور بیوی کے زندگی کے دن گذارتے رہے۔ اور انھوں نے غالباً اپنی تیسری گولڈن جوبلی منائی۔ دونوں میاں بیوی ہنگری کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ اور دونوں وہاں ہی مرے۔ جانوس کی عمر ۱۷۲ سال اور سارا کی ۱۶۴ برس تھی ✦

رپورٹ لجنہ اماءُاللہ

مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۳۶ء بمکانہ میاں محمد حیات صاحب

لجنہ اماءاللہ پشاور کا جلسہ منعقد ہُوا۔

اوّل خاکسارہ پریذیڈنٹ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی۔ پھر اس کا مفصل اور واضح الفاظ میں ترجمہ کرکے اور پھر نماز کی ہر ایک رکعت میں اسکے پڑھنے کی فلاسفی اور فضیلت بتائی۔ اور اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے گروہ میں شامل ہونے کے لئے ہر نماز میں بار بار دُعا مانگنا خوب واضح طور پر بیان کیا۔ کہ یہ ایک زبردست ثبوت ہے کہ اِسلام سچا مذہب ہے۔ اور من جانب اللہ ہے۔ اور اِس کا خدا زندہ ہے۔ اور اپنے کلام وحی الہام سے ہمیشہ اپنے نیک بندوں کو مشرف فرماتا رہا ہے۔ اور رہیگا۔ اور یہ کسی اور مذہب میں نہیں ہے اور نہ دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت میں ہزاروں کو اپنے کلام کو نوازا ہے۔ بعد ازاں ممتازہ بیگم نے نظم حضرت مسیح موعودؑ کی "آمد کی ضرورت" پڑھکر سنائی۔ بعدہٗ مجیدہ اختر صاحبہ نے تحریک اشاعت الفضل پڑھ کر سنائی۔ پھر خاکسارہ نے

وصیتیں

۴۵۳۵ منکہ بیگم بی بی زوجہ میاں فضل دین صاحب قوم قریشی عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۲۶ء ساکن چوہدری والہ ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ ۳/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری موجودہ جائیداد سوائے زیورات قیمتی مبلغ -/۱۱۵ روپے کے اور کوئی نہیں۔ زیورات کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

(۱) ہس چاندی -/25 روپے
(۲) چوڑیاں " -/20 "
(۳) ڈنڈیاں سونا -/40 "
(۴) انام سونا -/15 "
(۵) پھل سونا -/15 "

-/115 روپے

میں اس زیور کی قیمت کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس جائیداد کے علاوہ بوقت وفات جو میرا ترکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد: حسن محمد پسر موصیہ۔ العبد: نشان انگوٹھا بیگم بی بی زوجہ میاں فضل دین صاحب۔ گواہ شد: عبدالرحیم پسر چوہدری دین محمد صاحب ذیلدار۔ کاتب الحروف محمد حسین۔

۴۶۴۳ منکہ فضل دین ولد محمد رمضان قوم راجپوت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ ۱۱/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری جائیداد اسوقت ایک مکان پختہ محلہ دارالرحمت قیمتی دو سو پچاس روپے کا ہے۔ نیز اسکے علاوہ میرا گزارہ آمدنی ہے جو کہ ماہوار مجھ کو ۱۲ ملتے ہیں۔ میں ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۳ حصہ کی مالک ہوگی۔

گواہ شد: محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال قادیان بقلم خود۔ العبد: فضل دین بقلم خود کارکن لوکل انجمن احمدیہ قادیان۔ گواہ شد: محمد سعید اللہ محرر لوکل انجمن احمدیہ قادیان بقلم خود ۱۸ ۱۱/۳۵

۴۸۴۴ منکہ حفیظہ بیگم زوجہ مولوی محمد سلیم صاحب قوم جٹ عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۱۱/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری جائیداد مہر مبلغ دو صد روپیہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ نیز زیورات قیمتی تین صد روپیہ کل میزان پانصد روپیہ۔ میں اپنی جائیداد کا ۱/۳ حصہ انشاءاللہ اپنی زندگی میں ہی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کردوں گی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں ادا نہ کرسکوں تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرے ورثاء سے وصول کرلے۔

گواہ شد: محمد سلیم خاوند موصیہ بقلم خود ۲۲ ۱۱/۳۵۔ العبد: حفیظہ بیگم بقلم خود ۲۲ ۱۱/۳۵۔ گواہ شد: منشی شفیع محمد احمدی ولد دین محمد قوم جٹ ساکن [illegible] ضلع گورداسپور۔ ۲۲ ۱۱/۳۵

میری پیاری بہنو!

عورتوں کے امراض کا علاج عورتیں خوب جانتی ہیں

اس وجہ سے کہ حکمت ہمارا خاندانی فن ہے۔ اور اپنے تجربہ کیوجہ سے کہ کئی مایوس بہنیں میری خاندانی سو فیصدی مجرّب دوائیوں سے صحت اور اولاد جیسی دولت سے مالا مال ہو چکی ہیں۔ اسلئے اشتہار دے رہی ہوں۔ کہ اگر آپ کو کسی قسم کی تکلیف ہی۔ تو مندرجہ ذیل دوائیوں سے اپنی ضرورت کے مطابق منگا کر فائدہ اُٹھاؤ۔ یا اپنے مفصل حالات لکھکر میری رائے پر دوائی طلب کرو خدا کے فضل سے آپکی تمام تکلیفیں دور ہو جائیں گی ❊

میری سو فیصدی مفید دوائیں

نسوانی

اگر سیلان الرحم ہے سفید پانی آتا ہے، سر درد رہتا ہے، کمر میں درد ہے۔ بدن ٹوٹتا ہے۔ بھوک کم لگتی ہے۔ کمی خون ہی رنگ زرد ہی۔ طبیعت سست رہتی ہی مکان کی سیڑھیاں چڑھنے سے سانس پھول جاتا ہے۔ تو آپ کے لئی نسوانی تریاق کا کام دیگی۔

قیمت مکمل خوراک دو ۲ روپے۔

مفید النّساء

اگر ماہواری ٹھیک نہیں ہیں، بے قاعدگی ہے، تکلیف ہے۔ سر درد کرتا ہے، طبیعت سست رہتی ہے۔ قبض رہتی ہے۔ بھوک کم لگتی ہے۔ اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ تو یہ دوا یقینی طور پر مفید ہے ❊

قیمت مکمل خوراک دو ۲ روپیہ

مفید اٹھرا

اٹھرا ایک منحوس لفظ ہے۔ اس کا نام سنتے ہی بدن کانپ جاتا ہی۔ خدا اس سے محفوظ رکھے۔ اسمیں بچے پیدا ہوتے ہی یا چھوٹی عمر میں ضایع ہو جاتے ہیں اس مرض کیلئے میری ایک خاندانی نہایت مجرب دوا ہے۔ جس سے سینکڑوں گھر آباد ہو چکے ہیں ❊

قیمت مکمل خوراک ۱۰ دس روپیہ۔

سُنہری پانی

بچوں کی غذائی بے احتیاطی سے بچے دُبلے اور کمزور ہو کر طرح طرح کی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ میری یہ دوا بچوں کو موٹا اور تندرست طاقتور بنانے میں بہت کامیاب ہے کمزور کمزور دُبلے بچے خوب موٹے تازے ہو جاتے ہیں۔ مرض اسہال دُودھ پیتے قے کرنا سب حالتوں میں مفید ہے ❊ قیمت فی شیشی ایک روپیہ

پرچہ ترکیب استعمال ہر دوا کا ہمراہ ہوتا ہے ❊

ملنے کا پتہ: نجم النّساء معرفت انجمن احمدیہ شاہدرہ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

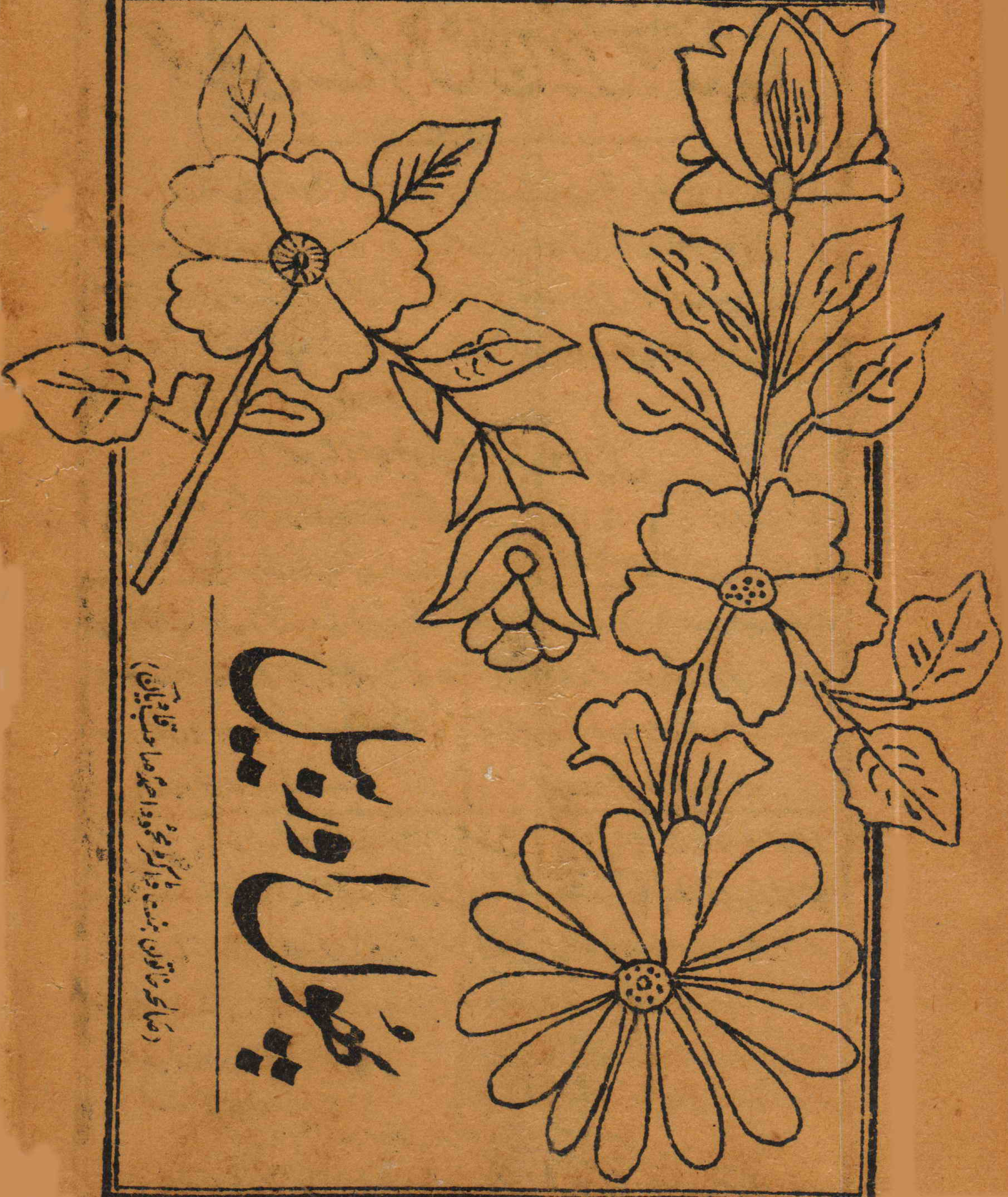

پھول اور بیل

(صالحہ خاتون بنت ڈاکٹر محمود احمد صاحب قادیان)

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔